OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0168, PP: 204-224

دور حاضر میں بچوں کی نفسیاتی تربیت کی افادیت سیرت طیبہ کی روشنی میں، تجزیاتی مطالعہ

The Benefit of the Psychological Grooming of Children in Present Era in The Light of Sirah (An Analytical Study)

Published:
01-06-2022
Accepted:
15-05-2022
Received:
31-12-2021

Sayed Hasnain Shah
Research Scholar, Department of Islamic Learning,
University of Karachi
Email: razahassnain243@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-1181-8348

Dr. Muhammad Mehrban Barvi
Teaching Associate, Department of Islamic Learning,
University of Karachi
Email: mehrbanbarvi2@yahoo.com
https://orcid.org/0000-0001-5331-5469

Abstract

This study sheds light on some effective principles for the grooming of children on the basis of different aspects of the biography of the Holy Prophet (Peace & mercy be upon him) compared with modern era training system. Some important points regarding intellectual reformation of the children, with practical examples of living events are discussed. to refresh the intellectual power of the children to keep them connected with religion. Moreover, the psychological grooming of children is discussed. How to prime children psychologically and what are its benefits? What are the disservices of modern-day training for children? The usefulness of psychological training of children in this subject has been explained by the examples of Sirah in which the original sources have been used. The method has been made analytical in which contemporary overview is also presented. After writing this topic, some conclusions have been reached that the training that children are currently undergoing is causing their brain as well as physical weakness and such as horror, boredom and ego in the child's psyche, lack of self-confidence. All these things can be solved when we take the principles of training from Sirah.

Keywords: *Sirah, Children, Grooming, Comparison, Modern era.*

CC BY

اس موضوع کے نام سے ہی مواد کا علم ہو جاتا ہے کہ بچوں کی تربیت پر کس کے اثرات پڑ رہے ہیں؟ آیا زمانے کی گردشوں کے، یا تعلیم فرمودہ سیرت طیبہ کے۔ کیوں کہ والدین کے لئے اولاد مثل باغ و بہار ہے، انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور والدین اس اپنے باغ کے باغبان ہیں۔ دور جہالت میں آپ نے اولاد کے متعلق پڑھا ہوگا کہ کیسے کم درجہ قسم کی انکو علمی واخلاقی تربیت دیتے تھے اور اولاد سے پیار کرنے کا تصور ہی نہیں تھا، رسوم و خصوم میں پڑے ہوئے تکبر و تفخر میں گھرے ہوئے لعب و لھو میں مگن تھے راہ ایزدی سے بھٹکے ہوئے تھے۔ پھر جب سراپا ہادئ امت ﷺ کی آمد ہوئی تو ہر لحاظ ہر پہلو سے اس انداز کے ساتھ تعلیم و تربیت فرمائی کہ تعجب میں آکر ایمان والے بھی پوچھنے لگے کیا ایسے بھی اپنی اولاد سے شفقت و محبت کی جاتی ہے!

ہادئ امم نور عالم ﷺ نے نہ فقط اپنی اولاد بلکہ ہر اک چھوٹے بڑے کا ادب لازم کردیا کہ فرمایا:

"ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا." [1]

"(جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔"

اس انداز کے ساتھ اپنے اصحاب کی تربیت فرمائی کہ درجۂ صداقت کہیں کہ عدالت، حیاء کہیں کہ قضاءت ہر صنف میں عبقری فرمادیا۔

دورِ جدید میں تجدیدی نمونوں کے ساتھ بچوں کی پالنا ہو رہی ہے جس وجہ سے بچے والدین کی توجہ کا مرکز نہیں بن پا رہے اور درسگاہِ اول سے امور اصلیہ (تربیت وغیرہ) ادا نہیں ہو رہے، جس وجہ سے بچوں میں بہت سی کمیاں جن کو اپنے وقت پر درست ہونا تھا پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس توجہ کے ہٹ جانے سے بچے کے اندر نافرمانی، ضمناً یہ کہہ لیں کہ دین کی طرف رجحان کا کم ہونا پیدا ہو جاتا ہے جس کا اصل سبب "تربیت کیسے کی جائے" اس بات کا علم نہ ہونا ہے۔ یہاں مقصود یہی بتانا اور سکھانا ہے کہ بھلے ہی جدت کے ساتھ تربیت کی جائے پر اس کے لئے کچھ اصول ساتھ ہونے چاہئیں اور وہ اصول ہمیں سیرتِ طیبہ سے ملتے ہیں۔

سابقہ کام کا جائزہ:

بچوں کی تعلیم و تربیت پر اس سے قبل بھی تمام تر لحاظ سے اہل علم کی اعلیٰ خدمات ہیں جیسے "اولاد کی تربیت کے سنہری اصول" مرتب کردہ محمد حنیف نقشبندی صاحب (احمد بکڈپو محلہ مبارک شاہ سہارنپور، یوپی)، "بچوں کی تعمیر شخصیت" افادات ڈاکٹر طاہر القادری (منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور) اس طرح کی مزید چند کتب ہمیں میسر آئیں مگر ہمارے کام کا منہج ان سب سے مختلف ہے، کہ ہم نے بچوں کی نفسیات کے متعلق سیرت مبارکہ کو عصر حاضر کے ساتھ تقابلی انداز میں پیش کیا ہے جس سے والدین اس بات کی ضرورت محسوس کریں گے ہمارے بچوں کی تربیت سیرت طیبہ کی روشنی میں ہونی چاہیے، اور دنیا و آخرت کو سنوارنے کہ لئے حضور پاک ﷺ کی پر نور زندگی و تعلیمات سے استفادہ کریں گے اور یہی ایک کیمیائی نسخہ ہے، اس لئے یہاں اس مختصر تحقیقی مقالہ میں خرابیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ انکا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

بچوں کی نفسیاتی تربیت کے لئے مناسب اوقات اختیار کرنا

بچوں کی اصلاحی تربیت کے لئے مناسب وقت کا ہونا بہت ہی فائدہ مند اور اثر کن ہوتا ہے، بچے اس خاص وقت میں بات کو قبول کر لیتے ہیں اور اس بات کا ان پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔وقت اور موقعے کا انتخاب عملی تربیت کی جد وجہد کو بھی آسان کر دیتا ہے اس لئے اگر بچوں کی قلبی توجہ کے موقع پر تربیت کی جائے تو بڑی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

بچوں کی اصلاح ورہنمائی کہ لیے مناسب وقت اور موقع کی تعیین میں بھی حضور پاک ﷺ کی سیرت سے ملنے والا طریقہ تمام معاون ہے آپ ﷺ بچوں کے افکار، عادات واخلاق کی تصحیح فرمانے کے لیے مواقع سے فائدہ اٹھاتے تھے۔اسا سی طور پر ہمیں جو بچوں کی تربیت کے اوقات حضور پاک ﷺ کی سیرت سے سیکھنے کو ملتے ہیں ان میں سے تین یہاں بیان کئے جاتے ہیں:

بچوں کی نفسیاتی تربیت میں تفریح، راستہ اور سواری کی افادیت

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک خچر کسریٰ کی طرف سے حضور پاک ﷺ کو تحفے میں دیا گیا تھا، آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے، ساتھ میں بالوں سے بنی ہوئی رسی بھی تھی پھر آپ ﷺ نے مجھے ردیف [2] بنایا پھر کچھ ہی دیر لے کر چلے تھے کہ میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے لڑکے! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا کہ

:"تم اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔۔" [3]

بلکہ بسا اوقات آپ ﷺ راستے میں چلتے ہوے بچے سے خفیہ انداز سے بات کیا کرتے تاکہ وہ اس بات کو ذہن نشیں کرلے اور بچے اس طریقے سے بھی بات کا اثر قبول کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر پیچھے سوار فرمایا پھر مجھے رازداری سے ایک بات ارشاد فرمائی۔[4]

اس سے پتا چلا کہ یہ پیغمبرانہ ہدایات آپ آقا ﷺ نے کسی بند کمرے میں نہیں فرمائیں، بلکہ کھلی فضا میں دیں ہیں جس وقت بچے کا ذہن کسی چیز کو قبول کرنے کہ لئے زیادہ تیار ہو۔اس طرح کے موقع پر بچوں کا ذہن زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور نصیحت وہدایت کو قبول کرنے کے لیے بہت کُھلا رہتا ہے۔

کھانا تناول کرنے میں بچوں کی نفسیاتی تربیت

کھانا کھاتے وقت بچا اکثر اپنی عادت پر چلتے ہوے عجیب ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب کرتا ہے۔اگر والدیں وہاں موجود ہوں گے تو ہی اسے کھانے کا صحیح ادب سمجھائیں گے اور اس کی عجیب عادات کی نشاندہی کریں گے۔ اس لئے سب سے پہلی ہمیں یہاں جو بات سیکھنے کو مل رہی ہے وہ یہ کہ کھانا اکٹھا مل بیٹھ کر کھانا چاہیے اور اپنی اولاد کو اس طرح سے اپنے قریب کیا جائے کہ ان کی اس طرح کی غلطیوں کی اصلاح کی جائے جو دستر خوان کے آداب کے خلاف ہیں ورنہ وہ انہی عادتوں میں بڑے ہوں گے۔ حضور پاک ﷺ بچوں کہ ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے اور اگر کوئی غلطی کسی کے اندر پاتے تو اس کی اصلاح فرماتے تھے۔

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ نے فرمایا: "میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا میرا ہاتھ (کھانے کی) پلیٹ میں بے جا حرکت کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تیری طرف ملتی ہو" پھر بعد میں ہمیشہ میں اسی طرح کرتا رہا ہوں۔[5] ترمذی و دیگر کتب سنن میں اس طرح الفاظ ہیں:

"(ادن یا بنی، و سم اللہ...) [6]"

"بیٹا قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے کھا۔"

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح نرمی کے ساتھ حضور پاک ﷺ نے بچوں کو کھانا کھانے کے آداب سکھلائے اور کیسے پیار بھرے لہجے میں فرمایا بیٹا قریب ہو جاؤ اور قریب کرکے آداب سکھائے کہ کھانا کس طرح سے کھایا جائے۔ صحابہ کرامؓ کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ دعوتوں میں اپنے بچوں کو ساتھ لے جایا کرتے تھے، بالخصوص وہ دعوتیں جن میں حضور پاک ﷺ تشریف فرما ہوے ہوں۔ صرف اس لئے کہ انکو بھی آداب مجلس و طعام سیکھنے کو ملیں، آپ ﷺ سے کوئی علمی و عملی بات سیکھنے کو ملے اور بچوں میں حقیقی مرد کی صفات پیدا ہوں۔ عاصم بن کلیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جنازے سے فراغت کے بعد قریش کی ایک عورت کا دعوت دینے والا ملا اور اس نے عرض کی کہ فلاں عورت آپ ﷺ اور آپ آقا ﷺ کے صحابہؓ کو طعام کی دعوت دیتی ہے، آپ ﷺ اس عورت کے گھر پہنچے جب سارے لوگ بیٹھ گئے تو کھانا لایا گیا، حضور پاک ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ کھانے پر رکھا اور اصحاب نے بھی رکھا اس دوران کے آپ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک روک لیا، (حضرت کلیبؓ) کہتے ہیں: اور ہم بچے اپنے جگہ پر اپنے اپنے والد کے ساتھ بیٹھے تھے، پھر ہمارے باپوں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک ہی نوالا تناول فرمارہے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے ہاتھ پر مارا کہ اس کے ہاتھ سے سالن گر گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں محسوس کرتا ہوں کہ بکری کا گوشت اسکے مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے" اک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں" پھر مجھے میرے والد اپنے ساتھ لے گئے پس ہم - بچے - (ہر کوئی) اپنے والد کے ساتھ اس طرح بیٹھا تھا جس طرح بچے والد کے سامنے (ادب سے) بیٹھتے ہیں۔[7]

اس بات سے معلوم ہوا کہ بچوں کی تربیتی زندگی میں انکو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھاتے وقت بھی ترتیب دی جا سکتی ہے اس سے بچے اچھی طرح بات کو قبول کرتے ہیں نہ فقط قبول بلکہ آپکو دیکھ کر وہ اپنی صلاحیتوں میں اضافہ محسوس کرتے ہیں۔

بیماری کے وقت بچوں کی نفسیاتی تربیت

بیماری کا عالم ہی اک الگ چیز ہے، بڑے بڑوں کی کیفیت ڈھیلی پڑ جاتی ہے، سنگ دل موم بن جاتے ہیں۔ پھر بچوں کی بات کی جائے تو ان کے دل پہلے سے ہی نرم ہوتے ہیں اور بیمار ہونے پر تو اور بھی ان میں رقت کی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔ اس بیماری کی حالت میں بچے کے اندر اپنے آپ کی درستگی کے لئے، اپنے آپکو بہتر بنانے کے لئے، ایک طفولیت کی فطری، دوسری مرض کی وجہ سے پیدا ہونے والی رقت قلب کی کیفیت جمع ہو جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ہماری اس معاملے میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔

اک دفعہ کی بات ہے کہ آپ ﷺ نے اک یہودی بچے سے ملاقات فرمائی جو کہ بیمار پڑ چکا تھااس کی مزاج پرسی کی، عیادت فرمائی اور اسکو (اپنے آپ کی درستگی کے لئے) اسلام کی دعوت دی اور یہ ملاقات اس بچے کے لئے سراپا ہدایت بنی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: اک یہودی کا لڑکا حضور پاک ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا پھر ایک دن وہ بیماری میں مبتلا ہو گیا تو آپ آقا ﷺ اسکی مزاج پرسی کے لئے تشریف فرما ہوے، آپ کریم ﷺ اسکے سرہانے بیٹھ کر اسے فرمایا کہ "اسلام قبول کرو" اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا وہ اسکے پاس ہی تھا، والد نے اسے (بیٹے کو) کہا کہ ابو القاسم ﷺ کی اطاعت کرو، چناچہ وہ (بچہ) اسلام لایا پھر آپ آقا ﷺ وہاں سے نکلے اور آپ فرمارہے تھے اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس (بچے) کو آگ سے بچایا۔[8]

غور طلب بات ہے کہ وہ بچہ جو آپ ﷺ کی خدمت کرتا تھا کبھی بھی آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت نہیں فرمائی آپکے اخلاق کریمہ سے تو وہ بچہ بلکل ہی واقف تھا پھر جب مرض کی وجہ سے اس کا دل اور بھی نرم پڑ گیا، اس کو اپنا آپ سدہارنے کا جذبہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے اسکو دعوت اسلام دی۔ آپ ﷺ نے اس دعوت کے لئے مناسب وقت کو دیکھا اور موقع ملا تو آپ نے اس کی عیادت فرمائی اور اس کی طرف اسلام کی دعوت پیش کی اس طرح سے ہمیں اپنے بچوں کی تربیت تحمل، بردباری اور مواقع کی نزاکت کو دیکھ کر کرنی چاہیے۔

عمومی و بنیادی طور پر آقا ﷺ کی سیرت مبارک سے تربیت کرنے کا وقت اور موقع کی نسبت سے ہمارے سامنے تین نقطے آئے کہ تربیت کرنے کے لیے مناسب وقت کونسے ہیں۔ اور پہلا ہم نے سیر و تفریح کا نقطا بیان کیا پھر وہ موقع جب آپ اپنے بچوں کے ساتھ کھانا تناول کریں اور تیسرا وہ وقت جب بچہ بیمار پڑ جائے اس کی دیکھ بال اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوے اصلاح کرنا۔ دیکھا جائے تو ان تینوں نقطوں میں اک یہ بھی درس مل رہا ہے کہ بچے کی تربیت کے لئے والدین کا ساتھ ہونا لازمی ہے۔

بچوں کی فکری اصلاح کے لئے واقعات بیان کرنا

قصہ گوئی، تاریخ کے بھادروں اور اچھے مفکروں کو دلچسپ انداز میں حقائق کے ساتھ بیان کرنا یہ چیز فکری بیداری میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے کہ قصہ گوئی میں بچوں کے لطف و لذت کا سامان موجود ہوتا ہے۔ اس طرح سیرت میں ایسے واقعات کی کافی مثالیں ملتی ہیں جہاں آپ ﷺ نے بچوں، بڑوں، بوڑھوں اور حاضرین مجلس تمام کے سامنے قصّے بیان فرمائے ان سب کا توجھ آپ ﷺ کی گفتگو میں رہتا کہ آپ ﷺ ان کے سامنے ماضی کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے تاکہ موجودہ اور آئندہ تمام لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

اور وہ واقعات وہ قصے حقائق پر مبنی ہوتے جو گذشتہ دوٗر میں رونما ہو چکے ہوتے تھے، اس طرح نہیں کے بے بنیاد باتوں پر مبنی کہانیاں ہوں۔ اس طرح کے قصوں سے بچوں کے اندر تاریخ پر اعتماد کا جذبا ابھرتا ہے اور ان کے دِلوں میں ایک اسلامی شعور کی بیداری اور احساسات کی بنیاد جنم لیتی ہے جس سے انکے دل مضبوط اور متوکل بنتے ہیں جیسا کہ کلام الٰہی میں بھی فرمایا گیا ہے: " کہ اس کے ذریعے ہم آپکے دل کو مضبوط کریں" [9] زیادہ تر قرآن یا احادیث میں جن واقعات کا ذکر ہوا ہے ان کو بیان کیا جائے

پھر علماء اسلاف کے واقعات ان کے محاسن بیان کئے جائیں اس سے عبرت اور زندگی سدھارنے کی پیدا ہوگی اور قرآن بھی یہی کہتا ہے: "سمجھ رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے" [10] یہاں پر پورے واقعات کو بیان نہیں کیا جارہا بلکہ اشارتاً جیسے:

سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کا قصہ ہے۔

طالوت اور جالوت کا قصہ ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کا واقعہ۔

اسی طرح احادیث میں بیان کردہ واقعات جیسے: گنجے، ابرص اور اندھے کا قصہ۔

حضرت کفل کا قصہ۔

یہاں پر اک قصہ حضرت کفل کا مفہوماً بیان کر دیتے ہیں:

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل (گذشتہ امت) میں ایک آدمی گذرا ہے جس کا نام کفل تھا۔ ...ایک عورت کے پاس آیا جو ضرورت مند تھی اور اس کو بہت زیادہ دولت عطا کی اور اک روایت کے مطابق ساٹھ دینار دئے۔ جب اس عورت سے اس نے خواہش پوری کرنا چاہی تو عورت کانپنے لگی اور رونے لگی، اس آدمی نے پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اس نے کہا میں نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا، اور اس کام کے کرنے پر مجھے میری حاجت مندی اور سخت ضرورت نے مجبور کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا: (کیا تمہارے اندر خوف خدا ہے) اور تم ایسا غلط کام کرنے جارہی ہو جو تم نے کبھی نہیں کیا، اس لئے تم جاؤ اور یہ سب مال (دینار) بھی تمہارا ہے۔ اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اب کے بعد میں کبھی بھی اللہ پاک کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس رات اس آدمی (کفل) کا انتقال ہو گیا، اس کے دروازے پر لکھا تھا اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت فرمادی ہے۔ [11] لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اس وقت جو پیغمبر تھے ان کو بھی اس کی شان و مقام کی خبر دی گئی۔

اسی طرح بچوں میں اگر نبوی قصوں، قرآنی آیات اور سیرت پاک کے واقعات کو پڑھ کر سنایا کریں گے تو بچوں کی فکر بھی انہی باتوں کے گرد رہے گی جس سے ان کے ایمان میں تقویت اور روح کو مضبوطی حاصل ہوگی اور سالم فکر کے ساتھ اپنے یقین میں اضافہ کرسکیں گے۔

ذہنی سطح کے مطابق اور نرم گفتگو کرنا:

جب بھی بچوں سے گفتگو کریں براہ راست واضح گفتگو کریں جس سے وہ زندگی میں اپنا کردار بنانے میں ثابت قدم رہیں گے ایسی فکری معلومات ان کو دینے سے ان کے اندر بات کو قبول کرنے کی استعداد بڑھتی ہے پر آپ کی باتیں اگر بے ترتیب ہیں تو بچے ان کا اثر قبول نہیں کریں گے۔

بچہ کوئی بھی ہو اس کی ذہنی استعداد کی ایک حد ہوتی ہے اس حد سے وہ تجاوز نہیں کرسکتا، اس لئے کہ اس کا فکر و شعور ابھی نشو نما کی راہ میں ہے۔ والدین کو اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہیے اور وہ جانتے ہیں کہ کس طرح اسے بات سمجھ آئے گی اس

حساب سے وہ اپنے بچے سے بات کرتے ہیں۔ حضورِ پاک ﷺ بھی بچوں سے انکے فکر کے مطابق بات فرماتے تھے آپ ﷺ جب بچوں سے مزاح بھی کرتے تو الفاظ اور نوعیتِ مزاح اس انداز سے فرماتے جس کو بچے سمجھ سکیں۔ جیسے مشہور روایت جو بخاری شریف میں بھی موجود ہے آپ ﷺ نے ابو عمیر سے فرمایا کہ: "اے ابو عمیر! تمہاری نغیر کا کیا ہوا"۔ (12)

اس لئے ایک تو ذہنی سطح کے مطابق بات کرنا دوسرا بچے کے ساتھ نرمی والی گفتگو کرنا اس کی فکر پر مؤثر ہوتی ہے، اس کے عقل و حواس میں ترقی دیتی ہے جس سے بچے کے اندر سنجیدگی اور وقار پیدا ہوتا ہے۔ سنت سے بہت ساری ایسی مثالیں ملتی ہیں نیز اک کو ہم یہاں بیان بھی کر دیتے ہیں ابن عباس فرماتے ہیں: میں آپ آقا ﷺ کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت ہوا تو دیکھا رات کے آخری حصے میں آپ نماز پڑھ رہے ہیں، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنے برابر میں کھڑا کر دیا، جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا: "تمہیں کیا ہوا؟ میں نے تمہیں اپنے برابر کھڑا کیا اور تم پیچھے جا رہے ہو؟" میں نے کہا کسی کی کیا شان کہ آپ ﷺ کے برابر میں نماز پڑھے آپ ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں۔ یہ بات حضور ﷺ کو بہت پسند آئی آپ ﷺ نے دعا دی کہ اللہ ﷻ ان کے علم و فہم میں ترقی عطا فرمائے۔ (13)

نفسیاتی تربیت میں بچوں کی صحبت کو اچھا بنانا

بچوں کی تربیت میں صحبت کا بڑا عمل داخل ہوتا ہے، ایک دوست اپنے دوسرے دوست سے سیکھتا ہے، یہ دوست آئینے کے مثل ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھ کر باتیں اپنانا شروع کرتے ہیں، ان انکو اس عمر کے حصّے میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی لھذا تب ہی ان کی صحبت کو اچھا بنانے کا درس ملتا ہے۔

آپ آقا ﷺ ہر میدان میں بچوں کو ساتھ رکھتے تھے کبھی ابن عباس تو کبھی حضرت عبد اللہ بن جعفر کبھی سیدنا انس تو کبھی حسنین کریمین۔ اس سلسلے میں نہ آپ ﷺ کبھی اپنی بڑائی جتلاتے اور نہ ہی کوئی ناگواری محسوس کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ: میں، قثم اور عبید اللہ کھیل رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سواری پر تشریف لائے اور فرمایا کہ "اسے اٹھا کر مجھے دو" پس مجھے آپ ﷺ نے اپنے آگے بٹھا کر سوار کیا، پھر قثم کے لئے کہا "اسے مجھے اٹھا کر دو" اسے آپ نے اپنے پیچھے بٹھا دیا پھر ہمارے لئے دعا کی۔ حضرت عباس کو قثم سے زیادہ عبید اللہ کی طرف مَیل تھا پر اس بات سے فرق نہیں پڑا کہ انکے بیٹے عبید اللہ کے بجائے حضور پاک ﷺ نے قثم ﷺ کو بٹھایا راوی کہتا ہے میں نے عبد اللہ سے قثم کے بارے میں پوچھا اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا وہ شہید ہو گئے، میں نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی زیادہ باخبر ہیں۔ (14)

اس طرح ایک ننھے صحابی کے حدیث بیان کرنے کا واقعہ کہ جب اسے اپنی قوم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں لے کے آئی۔ وہ صحابی سیدنا ابو جُحیفہؓ تھے، فرماتے ہیں کہ: ہم ابطح کے مقام پر بنو عامر کی ایک جماعت کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا:

"مرحبًا، انتم مني"

جب نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال تشریف لائے اور انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال کر اذان دینا شروع کی، جب اقامت دی تو آپ ﷺ نے چھڑی زمین میں گاڑ دی پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھائی۔(15)

اس طرح جب ضروری ہوا کہ بچے اپنے ہم عصریوں کے ساتھ ہم نشینی اختیار کریں تو والدین کو چاہیے کہ اپنے بچے کے لئے نیک دوستوں کا انتخاب کریں اور انکی صحبت پر نظر رکھیں اور دوستوں کا انتخاب بھی اس طرح سے کروائیں کے ان کو نیک دوستوں کے فوائد سے آگاہ کیا جائے اور بری صحبت سے ان کے فہم کے مطابق سمجھائیں کہ ایسے بندے اللہ پاک کو ناراض کر دیتے ہیں ان کے لئے بخشش اور سیدھی راہ کی دعا کی جائے اور اسی طرح بچوں کا مختلف طریقوں سے دل بھی خوش کر لیا جائے، جس سے بچے کے اندر تیقن پیدا ہو گا کہ والدین اس کے خیر خواہ ہیں دوستوں کے معاملے میں بھی تو اس کی نجی زندگی کے معاملے میں بھی۔

آپ ﷺ بھی بچوں کے دل مختلف طریقوں سے خوش کیا کرتے تھے جیسے :

1. کبھی ان کے سروں پر شفقت و محبت بھرا کا ہاتھ پھیر کر۔
2. کبھی ان کو بوسے دے کر ہنسی مزاح فرما کر۔
3. کبھی ان کا شاندار استقبال فرما کر۔
4. کبھی ان کے سامنے عمدہ کھانا پیش کر کے۔
5. کبھی ان کے ساتھ کھانا تناول فرما کر۔
6. کبھی ان کو اپنی مبارک رحمت بھری گودِ اقدس میں بٹھا کر۔

آپ ﷺ ان تمام امور کو انکی طفلی تعمیر کے لئے اختیار فرمایا کرتے تھے۔

بچوں کی حوصلہ افزائی اور انکے درمیان مقابلہ کروا کر انعام دینا

عام طور پر ہی دیکھا جائے تو مقابلہ بازی انسان کو متحرک اور فعال بناتی ہے، اور اگر بچہ ہے تو اس سے زیادہ اثر قبول کر لیتا ہے۔ بچوں میں جذبات اور پوشیدہ قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت میں بھی ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے کہ آپ علمی و عملی لحاظ سے بچوں میں مقابلہ کرواتے تھے، کبھی کسی چیز کے متعلق سوال کیا کہ کیا چیز ہے، کبھی بچوں کے درمیان دوڑ لگائی تاکہ انکے جسم کے عضلات نشو نما پائیں۔

حضرت عبد اللہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ : رسول اللہ ﷺ اپنے چچا سیدنا عباس کے بچوں عبد اللہ، عبید اللہ اور کثیر ؓ کو قطار میں کھڑا کیا کرتے اور فرماتے کہ جو سب سے پہلے دوڑ لگا کر میرے پاس پہنچے گا اس کو انعام ملے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر تمام بچے دوڑ آتے اور آپ کریم آقا ﷺ کے سینۂ اقدس اور پشت مبارک پر آ گرتے اور آپ کریم ﷺ ان کو محبت فرماتے، ان کو چومتے، اپنے ساتھ لگاتے۔

اسی طرح کسی کام میں ان (بچوں) کی حوصلہ افزائی کی جائے جو کہ تربیت کا اہم عنصر ہے،ان کی حسّی یا معنوی طور پر حوصلہ افزائی کرنا بہت مثبت ثمرات پیدا کرتا ہے۔پر یہ حوصلہ افزائی بھی معتدل ہو،اس میں برابری ہو کیوں کہ کسی بھی چیز کی کثرت اور قلّت دونوں نقصان دہ ہیں۔

ایک مرتبہ سیدنا عمرؓ نے فرمایا کہ:

"اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ"[16]

کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟لوگوں نے کہاواللہ اعلم (اللہ پاک خوب جانتاہے) یہ سن کر سیدنا عمرؓ غضب ناک ہوےاور فرمایا صاف کہوکہ اس کے متعلق علم رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔ابن عباسؓ نے کہا میرے دل میں اے امیر المؤمنین ایک بات آئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بھتیجے ! کہو اور خد کو کم خیال نہ کرو۔ ابن عباسؓ بولے کہ اللہ نے ایک عمل کی مثال بیان فرمائی ہے۔ حضرت عمر نے کہاکیسے عمل کی؟ ابن عباس نے پھر عرض کیاکہ عمل کی، حضرت عمرؓ نے فرمایاکہ اس مالدار آدمی کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے، وہ پھر گناہ کے کام کرنے لگااور اس کے اگلے نیک کام سارے غارت ہو جاتے ہیں۔[17]

اس نبوی انداز تربیت کے بہت سارے فائدے ہیں جیسے بچے زندگی سے لطف اندوز ہوں گے، ان میں ایک جذبہ، اجتماعیت، اور وحدت کی مشعل روشن ہو گی،اس سے بچہ کامیابی کو پالیتا ہے کبھی سوال کے جواب پر مطلع ہوتا ہے ناکامی ملے تو اپنے اندر کی کمی کو محنت کے دگنے جذبے سے پورا کرنے لگتا ہے، کبھی درست بات کہتا ہے کبھی غلطی کرلیتا ہے وغیرہ۔ بچہ ان باتوں کا صحیح سے تدارک اور انکو قابو (Handle) کرنا اسی تربیت کے زیر اثر رہ کر کرے گا۔

خود اعتمادی کو بڑھانا اور مرحلہ وار قدم اٹھانا

حضور پاک ﷺ نے بچوں میں خد اعتمادی بڑھانے کے لئے چند اسلوب اختیار فرمائے جس سے وہ توانائی اور مضبوطی سے نشو نما پا سکتے ہیں ذیل میں ان کو بیان کیا جاتا ہے:

قوت ارادی پیدا کرنا:

اس کے لئے بچہ کے اند دو چیزیں پیدا کرنا ہوں گی ان چیزوں کا اسے عادی بنانا ہو گا۔

راز کی حفاظت:

جیسا کہ صحابہ میں بچوں نے اس بات پر توجہ دی اپنے راز کی حفاظت کی تھی، بچہ جب راز کو محفوظ کرنا سیکھے کا اس کو افشاں نا کرے گا تو نتیجتاً اس کے اندر قوت ارادی پیدا ہو گی،مزید پختگی ہو گی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس حفاظتِ راز کے ساتھ باقی عادات بھی اچھی ہوں کہ اگر وہ راز رکھے تو صحیح معنوں میں رکھے، کوئی برائی کے کام میں اگر راز رکھنا شروع کر دیا تو اسکے منفی اثرات دیکھنے پڑیں گے۔

روزے رکھنے کی عادت ڈالنا:

جب وہ بچہ بھوک اور پیاس میں مضبوط رہے گا تو ذہنی و جسمانی طور پر بھی مضبوط رہے گا اور اپنے اندر کامیابی کے جذبات کو دیکھے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی قوت ارادی اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوگا۔

معاشرتی اعتماد کو بڑھانا:

جب ایک بچہ اپنے والدین کے کاموں کو انجام دے گا، گھر کی ضروریات یا والد کے مہمانوں کی خدمت کرنا۔ اس میں جب اس کا بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ تعلق ہوگا تو اس میں معاشرتی آداب کی فضا چمکے گی اور ایسے میں اصلاح کے لئے والدین کی نظر بھی اس کے ساتھ ہوگی۔

علمی اعتماد کو قوت دینا:

اس کے لئے بچے کی وابستگی قرآن، سنت اور سیرت صحابہ سے کرائی جائے جس سے بچپن سے وہ اپنے دینی آداب کو کثیر مقدار میں سیکھ چکا ہوگا، اگر بچے کو واہی باتوں سے غیر مصدقہ کہانیوں کے بجائے حقیقت پر مبنی اسلامی واقعات بایں طور پیش کیے جائیں گے تو وہ بچہ کافی سارے خرافات سے بچے گا۔ ساتھ ساتھ ان خرافات والی کہانیوں کے نقصان سے بھی متنبہ کیا جائے کہ ان میں کوئی علمی حقائق نہیں اور دنیا کے خیالی تصورات پر انکی بنیاد ہے، وہ ایک افسانوی کردار ہے جس کا آپ کی حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ بچوں پر وہ افسانوی کرداروں کے اثر نہیں پڑیں گے جو ان کے اندر کی خود اعتمادی کو نقصان پہنچائیں۔

اقتصادی اور تجارتی اعتماد کو مضبوط کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ بچے کو دکان پر سودہ لینے کے لئے بھیجا جائے اور والد کے ساتھ خرید و فروخت میں ساتھ ہو جس سے وہ مارکیٹ کا اندازہ کرسکے۔ اس کی سیرت مبارکہ میں بھی مثالیں ملتی ہیں کہ صحابہ کرام اپنے بچوں کو بازار بھیجتے تھے کہ فلاں چیز کے عوض فلاں چیز لے کر آؤ اور ناپ تول کا بھی بتاتے تھے کہ برابری ہو۔ ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جعفر کو کچھ خرید و فروخت میں دیکھا جبکہ اس وقت وہ بچے تھے تو آپ نے ان کے لئے برکت کی دعا ارشاد فرمائی:

"قال اللهم بارك له في تجارته" (18)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بچوں کی خود اعتمادی کو سراہ رہے ہیں جس وجہ سے یہ تعریف کرنا بھی ان کی خود اعتمادی کو بڑھانے کا اک بڑا سبب ہے کہ انکی تعریف کی جائے تاکہ وہ محنت کرکے اپنے اندر کے چھپے جواہرات سے واقف ہو جائیں۔

مرحلہ وار قدم اٹھانا:

اس پہلو سے ہم دیکھیں کے والدین کے لئے یہ بات ضرور غیر معمولی ہے کہ وہ بچوں کی عمری تقاضا کے لحاظ سے ان کے اوپر عمل و علم کا مرحلہ وارانہ قدم اٹھاتے آئیں کیونکہ سیکھنے کے خاص مراحل ہوتے ہیں اس میں اگر وہ ناکام ہو جاتا ہے تو زندگی

میں بہت کچھ کھو سکتا ہے سنت سے بھی اس کا درس ملتا ہے: "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور اگر دس سال کے ہو جائیں (نماز نا پڑھنے پہ) انکو مارو" [19] (سختی والا سلوک کرو)۔

بچوں کی نفسیاتی تربیت کے لئے اس حدیث مبارک کو ہم کوڈ کر سکتے ہیں کہ ان کی مرحلہ وارانہ تربیت کتنی لازمی ہے، ہر مرحلے کے لئے ایک وقت کا تعین ہے اس خاص وقت میں اگر وہ چیز نہ ہو پائے تو بعد میں وہ ہو تو جائے گا لیکن مشکل برتنی پڑے گی بعض کام تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو بعد میں بھی نہیں ہو پاتے۔ مراحل کو ذہن میں رکھیں تو؟؟؟؟

پہلا مرحلہ:

یہ مرحلہ تو بچے کی خلقت یعنی ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہو جاتا ہے بچے کی سمجھ بوجھ آنے تک، اور اس کے لئے شوہر اور بیوی کے مابین سوچ و فکر اور ازدواجی زندگی میں تفرقہ نہ ہو۔ کیونکہ اس کا سب سے پہلا اور زیادہ پڑنے والا اثر رحم [20] میں پلنے والے بچہ پر ہوتا ہے اور سائکالاجسٹ (Psychologist) کہتے ہیں کہ بچے پر تربیت کا پچاس فیصد اثر حمل کے دوران (During Pregnancy) ہوتا ہے۔ اس لئے حمل کے دوران زوجین کا دھیان اس بات پر ہو کہ وہ جو کچھ بھی کریں گے تو اس کا اثر بچے پر بھی پڑ رہا ہوتا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

اس مرحلے کی شروعات تب ہوتی ہے جب بچہ سمجھ کے قابل ہو جاتا ہے یعنی سات سال کا ہو جائے، جسے ہم مشاہدے کے مرحلہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کہ بچے اس عمر میں اپنے والدین کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں تو اس طرف چلتے ہیں، اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ساتھ میں اگر والدین بھی اس میں اس کی رہنمائی کرتے ہیں تو یہ اس کے لئے خیر کا سامان بن جاتی ہے۔

تیسرا مرحلہ:

یہ مرحلہ تنبیہ کا ہے جس میں غلطی پر سختی اور پٹائی تک کی جاتی ہے اسکی ابتداء دس سال سے ہوتی ہے اور اس کے صالح یقینی رہنے تک اس مرحلے کی مدت باقی رہتی ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس میں نماز نہ پڑھنے پر بچوں کو مارا جاتا ہے (سختی سے پیش آیا جاتا ہے)۔

مرحلہ وار قدم اٹھانے کا بچوں کی نفسیات پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ اس وقت وہ بلکل تروتازہ، ناواقف، سیکھنے کا جزبہ رکھنے والا ہوتا ہے۔ جس میں وہ ان چند مراحل سے گذرے گا اور ان میں کسی بھی مقصد اور مسئلہ کی منصوبہ بندی ضروری ہے اور ان چند درجات میں والدین کو تعاون کرنا ہوتا ہے۔

دوِرِ حاضر میں بچوں کی اصلاح کے چند اقدام اور سیرت کا تقابل

اس وقت بچوں کی اصلاح کے لئے دیکھا جائے تو ہمیں والدین کی طرف سے ان پر زیادہ مؤثرانہ تربیتی نظام الا ماشاء اللہ کہیں نظر نہیں آتا۔ ہاں ان کی طرف سے تلقین وتنبیہ ہوتی ہے مگر اس کے لئے جو طریقہ کار سیرت میں ملتا ہے اس طرح انداز

تربیت کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے چند چیزیں مذکور ہیں:

اصلاح کے لئے مناسبت وقت کی تلاش:

بچوں کی تربیت دوُر حاضر کے والدین جو کر رہے ہیں وہ دو طرح کی ہو رہی ہے اک ایسے والدین جو اپنے بچے کو مشین سمجھتے ہیں اور اک تعداد ایسی ہے جو اپنے بچے کو بلکل لاڈ و ناز سے پالتی ہے۔ اب پہلی قسم کے افراد موقع و وقت کی نزاکت دیکھے بغیر بچے کو ڈانٹ، روک ٹوک میں لگے ہوتے ہیں، ہر وقت بچے کی پڑھائی کے متعلق مختلف اداروں میں ٹیوشن رکھواتے ہیں، اگر مذہبی ذہن رکھنے والے ہیں تو قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کے لئے آن لائن یا کسی جامعہ میں کورس بھی شروع کروادیتے ہیں۔ پر ان ساری چیزوں کے باوجود بچہ اس اخلاقی سطح پر نہیں پہنچ پاتا جس سے وہ والدین کا احترام اور باقی آدابی معاملات سیکھ سکے۔ والدین کو اس وقت یہ لگتا ہے کہ ان کے اس عمل سے ان کے بچے میں نکھار پیدا ہوگا، حالانکہ اس عمل سے بچہ اپنے اندر فطری طور پر والدین کا نافرمان بنتا جارہا ہوتا ہے۔ اور واقعتاً وہ والدین کے پسندیدہ مقام پر پہنچ کر والدین کو احسان جتلاتا ہے کہ میں بن تو گیا جو آپنے بنانا چاہا، اب میری فلاں جگہ جوب (Job) ہے میں اتنی رقم کماتا ہوں۔ ان ساری چیزوں کی شروعات تب ہوئی جب والدین تربیت کے لئے باہر سے لوگ، جامعات اور اداروں کو ہایر (Hire) کیا اور مناسب وقت اختیار کرکے خد بچے پر توجہ نہ دی۔

سیرت مبارکہ میں ہمیں تربیت کے لئے مختلف اوقات اور بچوں پر والدین کی توجہ مرکوز ملتی ہے۔ اس دوُر میں جو تربیت ہو رہی ہے اس سے جاب ملنے تک بچہ پیسے بنانے والی مشین بن جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ اس کی نفسیاتی تربیت نہیں ہو سکی ان شاء اللہ اس کا ذکر آگے کریں گے۔ بچے کی تربیت اس دوُر میں بھی اگر اسی نہج سے کی جائے جیسے اگر بچہ کہیں کوئی غلطی کر دیتا ہے تو اس کو بعد میں سمجھا دینا اگر گھر میں مل کر کھانا کھا رہے ہیں تو وہاں انکی تربیت کرنا تاکہ اگر وہ کہیں باہر جا کر کھا رہے ہوں تو وہاں اس قسم کی غلطی نہ کریں۔ اور ان میں محبت سے سمجھا دینا اور اس بات کا بھی ان کو یقین دلانا کہ اگر آپ نے پوری کوشش کی پر پھر بھی غلطی ہو جائے تو ان کو والدین کا خوف نہ ہو کہ وہ ذہنی طور پر بلکل پریشان ہو جائیں۔

کھانے کے علاوہ ان کے ساتھ اگر گھومنے گئے تو سفر میں سکھانے والی چیزیں سکھا دینا، اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو اس وقت انکو نصیحت کی باتیں بتانا، یہ ساری چیزیں مناسب وقت کے ساتھ کرنے سے بچے پر اچھی طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔

باقی رہا دوسرے قسم کے والدین تو اگر کوئی بلکل ہی اپنے بچوں پر تربیت کے حوالے سے دھیان نہیں دے رہا اور اس امید میں ہے کہ بڑا ہو کر سمجھ جائے گا تو ایسا ہر گز نہیں اگر وہ اپنے بچے کی ہر چیز پوری کر رہا ہے کسی چیز سے منع نہیں کر رہا ساتھ میں ان چیزوں کی اچھائی و برائی سے بھی آگاہ نہیں کر رہا اور تعلیم کے حوالے سے اساتذہ کو تو تبدیل کر رہا ہے اور اپنے بچے کی عادات کو درست نہیں کر رہا تو اس قسم کے بچے بڑے ہو کر کچھ عرصہ تو والدین کی بات سنتے ہیں مگر پھر ان کے نافرمانیوں کی آپ حد بندی نہیں کر سکتے لہٰذا اس دوُر میں اگر انکی تربیت میں وقت کی مناسبت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تو پھر (ان شاء اللہ) اللہ پاک کے حکم سے بچے کے اندر اصلاح کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔

اصلاح کے لئے تجرباتی عملی طریقہ:

دوٗر حاضر میں دیکھا جائے تو والدین کی زندگی مصروف ہے کہ والد جاب کے حوالے سے باہر اور بعض جگہ والدہ بھی جاب کے حوالے سے باہر اور بچہ اسکول کی طرف جاتا ہے ورنہ تو اکثر خواتین گھر کے کام میں وقت صرف کرتی ہیں جیسے اوپر ذکر ہو چکا کہ بچہ اسکول، ٹیوشن، مدرسہ، پھر کسی اور کورس میں یا رات کو ہوم ورک کرکے سو جاتا ہے جس سے اس کو اپنے والدین کے ساتھ وقت نہیں مل پاتا جہاں وہ بچے پر توجہ دے سکیں۔ بارہا یہاں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ بچہ اپنے والدین سے سیکھتا ہے اور دوٗر حاضر کا حال یہ ہے کہ بچہ صرف اتوار یعنی چھٹی کے دن اپنے والدین کے ساتھ ہوتا ہے لہٰذا اس طرح کے تربیتی انداز سے بچہ نہیں سیکھے گا اس طرح دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کھیل کود میں بچے اب زیادہ وقت سیل فون میں لگا دیتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی والدہ کو، اپنے بڑوں کو، اپنے والد کو اسی میں ہی مصروف دیکھتے ہیں۔ تو اگر والدین کا عملی نمونہ ان کے لئے اس انداز کا ہوگا تو بچے انہی کے عملی انداز سے سیکھیں گے جس پر اگر والدین ان کو منع بھی کریں گے تو بچہ نہ سنے گا اور نہ ہی اطاعت کرے گا اور یہی وجوہات ہیں جن سے بچوں کے اندر فرمانبرداری کا مادہ کم ہوتا رہتا ہے، اگر ہم اسی طرح سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ آقا علیہ السلام بچوں کے لئے تجرباتی عملی انداز اپناتے، ان کو اپنے عمل سے سکھاتے، مختلف طریقوں سے بچوں کی تربیت فرماتے تھے۔

دوٗر حاضر میں بچوں کی فکری اصلاح اور سیرت کا تقابل

فکری اصلاح میں سیرت مبارکہ کا بیان تو پہلے واضح ہو چکا ہے۔ دوٗر حاضر میں بھی فکر کے حوالے سے والدین کچھ اس طرح کا طریقہ اختیار کرتے ہیں پر اس کے کانٹینٹ (Content) میں تھوڑی تبدیلی ضرور ہے۔ اس میں بچوں کے لئے طبعی تو فوائد ہوتے ہیں پر فطری فائدہ بہت ہی کم ملتا ہے۔

فکری اصلاح کے لئے بچے کو آج بھی قصے سنائے جاتے ہیں واقعات سے اس کی فکری صلاحیت کو قوت دی جاتی ہے پر والدین اس اندازِ اصلاح میں آج کے دوٗر کے حساب سے اک چیز کی کمی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ کسی دکان سے بچوں کے لئے کوئی بک لے کر آئے اس میں جو قصّے لکھے تھے وہی سنا دئے اور اکثر یہ کتاب والدین انگریزی زبان والی لاتے ہیں کے اس سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ بچے کو انگلش سے واقفیت ہوگی۔ کوئی شک نہیں پر جیسا بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کی ذہنی قوت تو بہتر ہوگی پر اس کی فکر مغربی بنے گی نہ کہ اسلامی۔ اسلامی و مذہبی فکر کے لئے قرآنی واقعات اولیاء کرام کی باتیں حقیقت پر مبنی باتیں بتائی جائیں گی تو ہی جا کر فکر کی سلامتی سے بچے کے اندر دین کی محبت بھی بڑھے گی۔ یہی وجہ ہے کے سیرت کے ادوار میں لوگ مذہب کے قریب تھے اور وقت حاضرہ میں ہمیں یہ چیز الاماشاء اللہ کہیں کوئی دکھائی دیتی ہے۔

اس وقت نرم گفتگو بھی بچوں سے کی جاتی ہے پیار سے بچوں کو سمجھایا جاتا ہے اور یہ بھی ان کی فکری صلاحیت کو قوت دینے کے لئے معون ہے، بس کچھ باتیں ہیں جو ان کے ذہن کو پریشان رکھتی ہیں اور وہ ہیں والدین کے آپسی معاملات میں

ناچاکیاں اور کئی گھروں میں ساس کا رویہ بھی ایسا ہوتا ہے جو اس کے لئے پریشانی کا سبب بنتا ہے وہ جہاں بچہ کوئی علمی فکری بات سوچے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پریشان دیکھ کر مایوسی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے، جتنے بھی باہر سے ماں کو پریشان کر رہے ہوتے ہیں در اصل وہ اندر میں بچے پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے بچہ اب بھلے ہی مختلف چیزیں کر رہا ہے والدین ان کو پزلس (Puzzles) میں، ریاضی میں، وڈیو گیمز میں اس کو مصروف رکھ رہے ہوں پر وہ اپنے والدین کے ساتھ یا ان میں باہمی اس طرح کا معاملہ دیکھ کر اپنی قوتِ فکر نہیں بڑھا پاتا بس وہ اپنی چیزوں کو اسی میں منحصر کر دیتا ہے۔

بچے کی فکری اصلاح کے لئے اس کو ایک تو حقیقت پر مبنی قصے سنائے جائیں تاکہ وہ ٹارزن اور سپر مین کے بجائے شاہ ولی اللہؒ، حضرت باقی باللہؒ، اویس قرنیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور مولیٰ علی المرتضیٰؓ جیسی شخصیتوں کو دیکھ کر اپنی زندگی کو حضور پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گذارنا پسند کرے۔ دوسرا اس سے مختلف علمی مشقیں کروائی جائیں۔

دوُرِ حاضر میں بچوں کو دی گئی ترغیب وترہیب کا سیرت سے تقابل

انسانی زندگی کے چار مراحل ہوتے ہیں پہلا مرحلہ بچپن کا، دوسرا لڑکپن، تیسرا جوانی اور چوتھا بڑھاپے کا ہے۔ انسانی زندگی کی تربیت تو ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہوتی ہے پر بہترین عمر قریب البلوغ کی ہے یہ نو عمری کا سلسلہ گیارہ سال سے بارہ سال کے وسط سے شروع ہوتا ہے اوہ سترہ سے انیس سال تک مکمل ہوتا ہے جس کو ٹین ایج (TEEN AGE) کہتے ہیں۔ جہاں سے اس میں سدھار یا بگاڑ پیدا ہوتا ہے، بچہ چھوٹا ہو تو اس کا اتنا فرق محسوس نہیں ہوتا اکثر جملہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ: "ابھی تو چھوٹا ہے، بڑا ہوگا تو سیکھ جائے گا" پھر بڑھتی عمر ہارمونز کی نشو نما کے ساتھ اس کے اندر دوڑنے، بھاگنے، لڑنے جگڑنے اور مشکل و مختلف کھیل کھیلنے کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں تو اس عمر میں سمجھیں کے یہ بچے کی عمر کا اک مرحلہ ہے پھر جب سات سال کی عمر آ جائے تو اس عمر میں بچہ دوسروں کی توجہ کا مرکز بننا پسند کرتا ہے۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ اس ٹیکنالاجی (Technology) کے ہوتے پروان چڑھنے والے بچے اس دورانیہ میں کسی والد، دادا یا والدہ کی توجہ کے بجائے کسی ٹیکنکل مشین، سیل فون، ٹیبلیٹ، یا پی ایس PlayStation کا مرکز توجہ بن رہے ہیں۔ جن سے وہ اپنے اچھے برے کی پرواہ کئے بغیر جو آ یا سیکھتے ہیں اور جہاں سیرت میں دیکھا گیا کہ بچوں کو ذکر "اللہ ھُو" کی لوریاں ملتی تھی اب وہاں ٹیکنالاجی کی تربیت بچوں کو لھو چیزیں سنانے لگی ہے۔

سات سال سے لیکر چودھ سال تک بچہ ماں باپ کا مشیر ہوتا ہے سات سال کے بعد اس لئے کہ اس عمر سے اس میں سمجھ آ جاتی ہے جس سے وہ غلط اور درست کی تمیز سمجھتا ہے اس لئے یہ والدین کا مشیر ہوتا ہے۔ انکی باتیں مانتا ہے کہیں امی کو مشورہ دے رہا ہوتا ہے تو کہیں ابو کو بتا رہا ہوتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے جب والدین کی جانب سے ڈانٹ پڑے یا توجہ نہ ملے تو وہ چپ ہو جاتا ہے۔

چودہ سے لیکر اکیس سال تک یا اولاد دوست ہوتی ہے یا دشمن بن جاتی ہے اسی لئے کہ اکثر بچے چودہ سال کی عمر کے بعد ربلیئنس (Rebellions) ہو جاتے ہیں (باغی) کیونکہ وہ Split Personality ہوتے ہیں (دہری شخصیت) بچے یہ سمجھنے لگتے

ہیں کے وہ اپنے والدین کے ساتھ کسی مفاد کے تحت ہیں لھذا انہیں جو وہ کہیں گے ان کو کرنا پڑے گا مگر اندر سے وہ پکے منافق بن چکے ہوتے ہیں۔اسی اثناء میں ایک عالم دین اپنی کتاب میں واقعہ لکھتے ہیں:

"بیرونی ملک کی بات ہے، ایک عالم آئے اور کہنے لگے: میری بیٹی پندرہ سال کی ہے اور میں اسے عالمہ بنانا چاہتا ہوں۔ ہم نے اس کو کلاس میں بٹھا دیا اور اس کلاس کی معلّمہ کو میں نے فون پر کہا کہ: اس بچی کی ذہنی سطح جانیں۔ معلّمہ سمجھدار تھی، وہ بچی سے اپنے طریقے سے باتیں کرکے مقصد والی بات پر آئی اور کہا: بتاؤ! تم کیا بننا چاہتی ہو؟ اس نے کہا کہ: اگر سچی پوچھیں تو میں ہالی وڈ کی سٹار بننا چاہتی ہوں۔" (21)

اب ذرا غور کریں کہ والد عالمہ بنانا چاہ رہا ہے اور بچی کی سوچ میں کتنا فرق ہے۔ پیدائش سے لیکر اب تک اس کی سوچ، فکر ساری باتوں کو اس کے گولڈن ٹائم میں سنوارنے کا کسی کو کوئی خیال نہ آیا اور اس کو شیطان پٹی پڑھاتا رہا، والدین کی سوچ رہی کہ بچہ بڑا ہو کر سیکھ لے گا۔ یہ بلکل اسی طرح ہے کہ کوئی مزدور کمرا ٹیڑھا کھڑا کرے اور کہے کہ جب چھت پڑے گی تو سیدھا ہو جائے گا۔

دوسری طرف یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ والدین ان کو اگر پڑھا رہے ہیں تو وہ بھی اس میں تربیت کا حصہ شامل نہیں کر رہے ان کو تعلیم بھی ایسی دے رہے ہوتے ہیں جس سے ان کے پاس پیسے آجائیں اور وہ زندگی آسودگی کے ساتھ گذاریں۔ ایسا کرنے سے پئسہ تو آجائے گا پر تربیت نہیں آپائے گی جب تربیت اچھی نہیں آخرت کی خبر نہیں اس صورت میں وہ پئسہ کس کام کا۔ یہاں جو ماں کی گود سے اس نے مہمان نوازی سیکھنی تھی، وہ جو اسے رازدانی سیکھنی تھی، خیرات فی سبیل اللہ کا درس سیکھنا تھا، وہ جو اس نے والد سے ایمان کی پختگی سیکھنی تھی، مسجد سے رابطہ مضبوط کرنا تھا، بیمار کی حال پرسی کرنی تھی اب یہ کہاں سے سیکھے گا۔

گلا تو گھونٹ دیا تیرے اقرباء نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لاالہ الااللہ

اسی طرح سیرت مبارک میں دیکھا جائے تو بچوں کو ان کے گولڈن ٹائم میں والدین کی بزرگان کی پوری توجہ حاصل ہوتی تھی بچوں کو علمی محفل میں بٹھایا جاتا تھا، ان کو اپنے ساتھ سفر میں لے کر جایا جاتا تھا، بیمار کا حال دریافت کیا جاتا تھا، ان کے آپس میں علمی مقابلے کروادئے جاتے تھے، ان کو انعام دئے جاتے تھے یعنی دین کے ساتھ وابستگی بڑھائی جاتی تھی اور تربیت بھی مرحلہ وارانہ ہوتی رہتی تھی۔ اس وقت یہ عالم ہے کے پندرہ سال تک بچے کو دین کے حوالے سے کوئی خاص ترغیب نہ توجہ دی جاتی ہے پس وہ اپنی سیل فون کی دنیا میں فالوورز کی توجہ بن جاتا ہے پھر ان کو راضی کرنے کے لئے اچھا برا سوچے بغیر چیزیں کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

دوٗر حاضر کے بچوں کی صحبت کا سیرت سے تقابل

اس وقت بچوں کی صحبت جو ہوتی ہے وہ اکثر سکول سے شروع ہوتی ہے تو اس وقت یہ کوئی بھی خیال نہیں کر سکتا کہ

کون سا بچہ غلط عادات میں ملوث ہے اس کا تعین تب ہی کرتے ہیں جب بچہ ہایر سیکنڈری میں پڑھنے لگتا ہے اب اس کی عمر توجہ طلبی کی ہے وہ کچھ اپنی پہچان بنانا چاہتا ہے اس عمر کے بچوں پر توجہ ضرور دینی چاہئے کہ اکثر اس عمر میں وہ بدکار مردوں کے غلط تعلقات میں استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ مرد اس پر توجہ دے گا، اس کی تعریف کرے گا، اپنے سانچے میں ڈھالے گا پھر اس کو جو کہے کا بچہ وہی کرے رہا ہوگا۔ یہ وہ وقت ہے کہ اس میں اکثر بچے اس وجہ سے جنسی شکار (Sexual Abuse) ہوتے جا رہے ہیں۔ چناچے ان پر عقابی نظر رکھنی چاہیے اور اس کے دوستوں کے بارے میں بچے سے پوچھنا چاہیے پھر کوئی خرابی دکھے تو محبت سے مثال دے کر اس کو اشارتاً منع کیا جائے اور ان بداعمالیوں سے نفرت دلانی چاہیے تاکہ اس کا اثر اس پر نہ پڑے۔ ایک سائنسی بات ہے کہ دل سے شعائیں نکلتی ہیں جو اگلے پر اثر کرتی ہیں اس طرح جو شخص نیک ہے اس کے اند سے نکلنے والی لہریں سامنے والے پر مرتب ہوتی ہیں اور جو بدکار ہے تو اس کے بدن سے بھی اسی طرح لہریں نکلتی ہیں اور دوسرے پر مرتب ہوتی ہیں۔ اس وقت بچے کی تربیت کا اصلوب یہ رہا ہے کے یا تو وہ بلکل ہی اپنے دوستوں کے ساتھ ہے یا گھر میں اس نے سوشل میڈیا کے ذریعے دوست بنا لئے ہیں کہ والدین کو وہ وقت ہی نہیں دیتا اور کسی کام کے پڑنے کے علاوہ بچے کو وقت دینے کی زحمت والدین بھی نہیں کرتے۔

اب مرحلہ وارانہ تربیت ہوگی تو یہ ساری باتیں درست ہوتی رہیں گی جیساکہ جب بچے کے اعضاء مضبوط ہو جاتے ہیں یہ بچے کے عشق مزاجی کی عمر ہوتی ہے یہ فطری عمل ہے ہر بچہ تیرہ سے پندرہ سال کی درمیانی عمر میں محبت مزاج ہوتا ہے یہ اس کے دماغ میں اک نئی ونڈو کھلتی ہے پر اللہ پاک نے یہ ونڈو یا یہ مزاج اس لیے بنایا ہے کہ اگر اس کو ماں باپ کی تربیت مل پائی یا نہیں ملی اسکو نیکی سکھائی گئی کہ نہیں سکھائی گئی تو عمر کے اس مرحلے میں وہ اپنے کسی استاد یا کسی بزگ اور رہبر کے ذریعے اللہ کی محبت کو پالے اس کی محبت سے آگاہ ہو جائے۔ پر المیہ یہ ہے کہ اس عمر میں اسکا ماحول اور اس سے ملنے والے دوست اس کی اس عمر کو ٹیڑھے راستے پہ لاد دیتے ہیں کہ اس آج کے دوٗر میں ماحول نے اس کام کو مزید آسان کر دیا ہے کہ خواتین اور ہم عمر لڑکیوں میں وہ اپنے عمر کی خاص ونڈو ضایع کر دیتے ہیں اس کے لئے والدین کو چاہیے کہ ان پر توجہ رکھیں۔ ایسی عمر میں تربیت کا کردار دادا ابو ادا کرتے ہیں پر وہ بھی تب جب اس دادا کے ساتھ اس کا پہلے سے رابطہ اچھا ہو۔ اس دوراہے پر اس بچے کو ماں باپ کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو نیک ماں باپ ہوتے ہیں وہ نیکی میں بچے کے معاون ہوتے ہیں اور اسے نیکی کی راہ پر ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ جن کے والدین عقل سے کام لیتے ہیں وہ بچے حافظ بنتے، عالم بنتے ہیں، مفتی، شیخ بنتے ہیں۔ زندگی میں دین کا کام کرنے والے وہی ہوتے ہیں اللہ کے دین کا غم کھانے والے وہی ہوتے ہیں۔

اگر اس عمر میں بچے کو والدین نیکی سے روکیں وہ روکنا ظاہری تو نہیں ہوتا پر قیاتیاً اس کو روکیں جیسے کہ اگر کسی بچے نے نماز پڑھنا شروع کیا سر پر ٹوپی پہنتا ہے ٹی وی نہیں دیکھتا تو والد اس کو پاس بٹھا کر ٹی وی دکھاتا ہے کہتا ہے کہ کچھ نہیں ہوتا، بہن اسے کہتی ہے کہ ابو کو ناراض نہ کرو وہ ٹی وی ہی تو دیکھنے کا کہتے ہیں۔ ماں کہتی ہے کہ کیا یہ اتنی داڑھی بڑھادی ہے جنگلی لگ رہے ہو بال وال کٹواؤ داڑھی منڈوا کر سمارٹ ہو جاؤ۔ اب یہ جو ماں باپ کا فسق و فجور ہے یہ اس بچے کا رخ نیکی کے بجائے برائی کی

طرف موڑ دے گا۔ اس میں اس کی زیادہ آسانی اور مدد شیطان بھی کرتا ہے پھر ان فسق و فجور میں وہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور نیکی سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ والدین کی اپنی نادانی کی وجہ سے بچہ ایسے راستے پر آگیا جس کی منزل اللہ پاک کی نافرمانی ہے۔ اس بات کے ذمہ دار دوست بھی ہوتے ہیں کہ وہ اس کو روکتے ٹوکتے ہیں کہ اب تو ملا بن گیا ہے کیا تم نے اتنی بڑی داڑھی منہ پر رکھ لی ہے تو بچے کی صحبت کے حوالے سے بھی والدین کو محتاط رہنا ہوگا خاص کر کہ سوشل ایکٹوٹیز (Social Activities) پر نظر رکھنی ہوگی۔

اسی تناظر میں ہم سیرت مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں تو دوستی کے حوالے سے ہمیں محتاط کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے اور اس کا عملی نمونہ بھی نظر آتا ہے کہ صحابہ اپنے بچوں کو حضور پاک ﷺ کی بارگاہ مقدس میں لاتے تھے، سفر میں کھانے کی دعوت میں ساتھ رکھتے تھے اور ان کے لئے زیادہ احتیاط اس لئے بھی نہیں تھا کہ ماحول پورا دین کی طرف راغب تھا اور شہری توڑے ملکی سطح ہو اسلام کا قانون نافظ العمل تھا سزائیں دی جاتی تھی تو ایک خرافات سے بچنے میں یہ نمونہ بھی بہت ہی کار آمد ہے۔

خلاصہ و نتائج البحث

اس مقالے میں ہم نے سیرت کے مختلف پہلوؤں سے بچوں کی تربیت کے جو ضروری اور زیادہ اثر رکھنے والے اصول ہیں انکو بیان کیا ہے کے بچوں کی تربیت شروع ہی ماں کے پیٹ سے ہوتی ہے اس سے پہلے کچھ ضمنی بات بھی پیش کی گئی کے اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو شادی سے پہلے ہی اپنے ہم سفر کو بھی سوچ و بچار کے ساتھ چننا چاہیے کہ وہ دین کے اعتبار سے بھی ثابت قدم ہو پھر حق حضانت اور حق ولایت کو بیان کیا گیا۔ پھر بچوں کی فکری اصلاح کے حوالے سے بات پیش کی گئی جس میں بچوں کی فکری قوت کا تازہ کرنے کہ لئے دین سے وابستہ رکھنے کہ لئے حقیقی واقعات بیان کئے جائیں سیرت کے اور نیک لوگوں کے واقعات بتائے جائیں ذہنی سطح کے مطابق نرم گفتگو کی جائے اور آنحضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے وابسطہ کیا جائے پھر انکی نفسیاتی تربیت کی بات کی گئی جہاں انکی حوصلہ افزائی اور ان کی درمیان مقابلہ کروا کر جیتنے والے کو انعام دینا ان چیزوں سے ان کے اندر خود اعتمادی بڑھے گی اور سب سے قیمتی بات جو بتائی گئی وہ مرحلہ وارانہ تربیت کرتے رہنا جس وقت پر جو بچے کو سیکھنا ہے اس کی اسی وقت اصلاح کرنا جس سے اس کی شخصیت منظّم ہوتی چلی جائے گی اور اس کے اندر اس کی نفسیات میں ایک شخصیت کی جھلک نظر آنے لگے گی جس سے وہ پر اعتماد اور اپنی صلاحیتوں سے واقف ہوتا جائے گا اور برائیوں کو ترک کرکے ہر نیکی کی طرف دوڑے گا۔ یہ باتیں جو تربیت کے اصولوں کو شامل ہیں ساری کی ساری آپ ﷺ کے عمل سے، سیرت طیبہ کے ستاروں سے مثال دے کر پیش کیا گیا ہے۔

اس مضمون میں ہم نے دوٗر حاضر میں بچوں کو دی جانے والی تربیت کے کچھ احوال بیان کئے جس میں بتایا گیا ہے کہ والدین کی اس وقت بچوں کے لئے کیا ترجیحات ہیں اور کس طرح وہ اپنی اولاد کو ترغیب و ترہیب دلاتی ہے اس گفتگو میں مقصود مبحث کے بعد اس کو سیرت کے اندر تقابلی انداز میں بیان کیا گیا کے اس دورانیہ میں یا اس قسم کی تربیت میں سیرت مبارکہ کے اندر

ہمیں جو انداز ملتا ہے اسے سہل طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔ اسی طرح آگے دوَر حاضر کے بچوں کی نفسیاتی تربیت کے حوالے سے بات کی ہے، اور اس میں بھی اس کا سیرت کے دوَر سے تقابل پیش کیا گیا ہے اور نفسیاتی تربیت میں دوَر حاضر کے والدین کو بنسبت دوَرِ سیرت کے زیادہ محتاط رہنا ہوتا ہے کہ اس دوَر میں دین کی رغبت ماحول میں زیادہ تھی اسلامی قانون نافذ العمل تھا سزا و قضا کو اسلامی قانون کے مطابق نافذ کیا جاتا تھا۔ اب کے ماحول میں کوئی اس طرح سے دینی جذبہ ریاست کی طرف سے بھی نہیں ملتا اور نہ ہی باقی عوام اس کے متعلق زیادہ رجحان رکھتی ہے تو یہ دوَر اک قسم کا چیلینج بھی ہے اس لئے والدین کو خاص توجہ اور احتیاط برتنا لازم ہے۔ درج ذیل میں کچھ ضروری باتیں دی گئی ہیں جن کی معلومات ایک تحقیقی مادہ رکھنے والے کے لئے ضروری ہے۔

دوَر حاضر میں اگر بچوں کی تربیت اچھی کرنی ہے تو ان کو عملی نمونہ دکھانا ہوگا جو کہ والدین کی طرف سے دیکھنے کو ملے گا، آپ کے پاس عملی طور جس چیز کی اہمیت ہوگی بچوں کے پاس بھی اسی کی اہمیت ہوگی، للہذا اچھے اعمال کی اہمیت کو عملی طور پر بچوں پر اجاگر کرنے سے ان کی تربیت کی جاسکتی ہے۔ دوَر حاضر میں بچوں کو علم بالحواس دینے کہ لئے نیکی کے کام خدا ان سے کروائیں جیسے کسی غریب کی مدد کسی کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

دوَر حاضر میں بچوں کی والدہ کا رجحان دینی ہونا لازمی ہے وگرنہ بچے اسلام کی طرف کم ہی آئیں گے، اور اس کے لئے نکاح سے پہلے ایسی خاتون کا انتخاب کرنا ہوگا جو دین میں اچھی ہو۔ شادی سے پہلے گھر اور گھرداری کا کورس کروایہ جائے جس میں بچوں کی پرورش کرنا نبوی انداز سے سکھائی جائے۔

دوَر حاضر میں بچوں کو مادی اور فانی چیزوں کو ہی سب کچھ سمجھنے سے بچانا چاہیے، جو کہ موت کی تسلیم شدہ حقیقت کو بتانے سے کیا جاسکتا ہے۔ اچھائی کرنے کے فوائد کو واضح کریں اور برائی کے نقصانات بچوں پر آشکار کریں۔

بچوں کی تربیت میں قرآن کریم کی مدد لیں کہ قرآن انسان کو کس انداز سے دیکھ رہا ہے اور کیسا دیکھنا چاہتا ہے۔ اہل علم سے محبت کرنا سکھائیں اور ان میں دین کے علم کی محبت اور دنوی علم کو محض ذریعہ معاش سمجھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔

اور سب سے ضروری گذارش بچوں کو ہر چھوٹی بڑی بات میں حضور پاک ﷺ کے سنت کا حوالہ دیتے رہیں اور انکی محبت اور شان ان کے دلوں میں بھر دیں۔

ماہرین نفسیات کو بھی آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس سے مدد لے کر بچوں کی پرورش یا عمومی ٹریٹمینٹ Treatment میں کافی بہتری لائی جاسکتی ہے۔

اس موضوع پر اگر کوئی ماہر نفسیات کام کرے جس میں سائنسی قوانین کی سیرت کے ساتھ تطبیق دے کر زیادہ پُراثر چیز کو جدید نمونہ سے پیش کرے۔

یہ موضوع اپنے دامن میں بہت وسعت رکھتا ہے کہ بچے کے مختلف مراحل پر ہی ایک ایک باب قائم ہو سکتا ہے جس میں اس کی نفسیات پر نئے انداز میں ایک الگ سے مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

ہم اس میں بچی اور بچے کی نفسیات پر دو الگ موضوع بنا کر بھی لکھ سکتے ہیں۔
نفسیات کے علاوہ بھی تربیت کے حوالے سے بہت سارے موضوع ایسے ہیں جن پر اب بھی اس نوعیت کا کام نہیں ہوا جیسے بچوں کو خرید و فروخت کی تربیت حلال حرام کی نشاندہی وغیرہ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] ترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ، سنن الترمذی، ناشر: مصر، ط: الثانیۃ، ۱۳۹۵ھ - ۱۹۷۵م، ج: 4 ص: 321 ; بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، ناشر: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، ط: الاولی، ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م، ص: 189

Tirmidhī, Muḥmmad bin ʹīsā bin Sawrah, Sunan al Tirmidhī, (Nāshir: Egypt, 1395ah), Vol:4, P:321/ Bukhārī, Muḥmmad bin Ismāʹīl, Al Adab al Mufrad, (Nāshir: Maktabah al Maʹārif lil Nashr wal Tawzīʹ, Al Riyāḍ, 1419ah), P:189

[2] ردیف عربی کا لفظ ہے سواری پہ دوسرے پیچھے بیٹھنے والے شخص کہ لیے بولا جاتا ہے۔

[3] حاکم، محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط: الأولی، ۱۴۱۱ - ۱۹۹۰، ج 3، ص 623; ترمذی، سنن الترمذی، ج: 4، ص: 667

Ḥākim, Muḥmmad bin ʻAbdullāh bin Muḥmmad, Al Mustadrak ʹAlā al Ṣaḥīḥayn, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah,1411ah), Vol:3, P:623/ Sunan Al Tirmidhī, Vol:4, P:667

[4] مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط: الاولی، 1374ھ، ج: 4، ص: 1886

Muslim, Muslim bin al Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Musllim, (Nāshir: Beirūt:Dār Iḥyāʻ al Turāth al ʹArabī, 1374ah), Vol:4, P;1886

[5] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ناشر: دار طوق النجاۃ، بیروت، ط: الاولی، 1422، ج: 7، ص: 68 ; مسلم، صحیح مسلم، ج: 3، ص: 1599

Bukhārī, Muḥmmad bin Ismāʹīl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Nāshir: Dār Ṭūq al Najāt, Beirūt, 1422ah), Vol:7, P:68/ Mulim, Ṣaḥīḥ Muslim, Vol:3, P;1599

[6] ترمذی، ج: 4، ص: 288

Tirmidhī, Vol:4, P:288

[7] دار قطنی، علی بن عمر بن احمد، سنن الدار قطنی، ناشر: لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط: الأولی ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۴م، ج: 5، ص: 514 ; ابی داود، سنن، ج: 5، ص: 221

Dār Quṭnī, 'Alī bin 'Umar bin Aḥmad, Sunan al Dār Quṭnī, (Nāshir: Mo'assasah al Risālah, Beirūt, 1424ah), Vol:5, P:514/ Abī Dāūd, Sunan, Vol:5, P:221

[8] بخاری، صحیح بخاری، ج: 2، ص: 94

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol:2, P:94

[9] ھود، الآیہ: 120 (اور ہم آپ سے پیغبروں کی خبریں اس لئے بیان کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ہم آپکے دل کو مضبوط کریں اور ان (قصوں) میں حق بات اور مؤمنوں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات آگئی۔)

Hūd Al Āyah: 120

[10] یوسف، الآیہ: 111 (بیشک ان کے قصوں میں سمجھ داروں کے لئے عبرت ہے۔)

Yūsuf, Al Āyah: 111

[11] ترمذی، ج: 4، ص: 657

Tirmidhī, Vol:4, P:657

[12] بخاری، صحیح بخاری، ج: 8، ص: 45 (نغیر اس کی چڑیا کا نام تھا)

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol:8, P:45

[13] حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج: 3، ص 615

Ḥākim, Al Mustadrak, Vol:3, P:615

[14] حاکم، ج: 3، ص: 655

Ḥākim, Al Mustadrak, Vol:3, P:655

[15] ابی یعلی، احمد بن علی بن المثنی، مسند ابی یعلی، ناشر: دار المأمون للتراث، دمشق، ط: اولی، ۱۴۰۴ھ، ج 2، ص: 191

Abī Ya'lā, Aḥmad bin 'Alī bin Muthannā, Musnad Abī Ya' lā, (Nāshir: Dār al Ma,mūn lil Turāthm, Dimashq, 1404ah), Vol:2, P:191

[16] البقرۃ، الآیہ: 266

Al Baqrah,Al Āyah: 266

[17] ابن المبارک، عبد اللہ بن المبارک، الزہد والرقائق، ناشر: طبع فی الہند ثم صورتہ دار الکتب العلمیۃ، سنۃ ۱۴۱۹ھ، ص: 546 ; بخاری، صحیح بخاری، ج: 6، ص: 31

Ibn al Mubarak, 'Abdullāh bin al Mubārak, Al Zuhd wal Raqā,iq, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1419ah), P:546 / Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol:6, P:31

[18] ابن عساکر، علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ، تاریخ دمشق، ناشر: دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۵م، ج 27، ص 260 ; ابن کثیر، إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی، جامع المسانید والسُّنَن الہادی، ناشر: دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان، ط: الثانیۃ،

۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م، ج: 6، ص: 501 ; سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جمع الجوامع المعروف بـ الجامع الکبیر، ناشر: جمھوریۃ مصر العربیۃ: الأزہر الشریف، ط: الثانیۃ، ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م، ج: 21، ص: 726

Ibn 'Asākir, 'Alī bin Ḥasan bin Hibatullāh, Tārīkh Dimshaq, (Nāshir: Dār al Fikr lil Ṭabā'Aḥmad wal Nashr wal Tawzī', Beirūt 1419ah), Vol:27, P:260 / Ibn Kathīr Ismā'īl bin 'Umar bin Kathīr, Jāmi' al Masānīd wal Sunan al Hādī, (Nāshir: Dār Khiḍr lil Ṭabā'ah wal Nashr wal Tawzī', Beirūt Labnān, 1419ah), Vol:6, P;501 / Sayūṭī, Jalāl al Dīn, 'Abd al Raḥmān bin Abī Bakr, Jma' al Jawāmi' al Ma'rūf Bi Al Jāmi' al Kabīr, (Nāshir: Jumhūriyyah Miṣar al 'Arabiyyah, al Azhar al Sharīf, 1426ac), Vol:21, P:726

(19) ابی داود، ج: 1، ص: 367

Abī Dāūd, Vol:1, P:367

(20) رحم، بچہ دانی / پیٹ

(21) ذوالفقار احمد، نقشبندی، پیر ذوالفقار احمد، پرورشِ اولاد کے بھترین اصول، ناشر: دار التصنیف معھد الفقر الاسلامی - جھنگ: مکتبۃ الفقیر، اشاعت چہارم، 2015م، ص: 151-152

Dhulfiqāar Aḥmad Naqashbandī, Pīr Dhulfiqāar ah, Parwarash Awlād Key Bihtarīn 'Usūl, (Nāshir: Dār al Taṣnīf Ma'had al Faqr al Islāmyv, Jhang, Maktabah al Faqīr, 2015ac), PP:151-152